بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ


# انٹر نیشنل

ISSN2754267

مئی ۲۰۲۶ء

۱۴ذوالقعدہ تا ۱۴ذوالحج ۱۴۴۷ھ


## عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت کا ترجمان۔

ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا (فرمانِ مسیح موعود بحوالہ کتاب نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

حضرت مرزا غلام احمدؑ مُدعی نبوت نہیں مجدّد صدچہاردہم تھے، جن کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح ومہدی کے القاب سے کی۔


**مدیر**

چیف ایڈیٹر فضل حق، اسٹنٹ ایڈیٹر لَورڈ شاہد عزیز


## فہرست مضامین


| نمبر شمار | عنوان | از | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۱ | حضرت مولانا محمد علیؒ کا مقام | مرتب: ارشد علوی مرحوم | ۲ |
| ۲ | خطبہ جمعہ<br>خداتعالیٰ کی قربت۔۔۔ | حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ<br>بنصرہ العزیز | ۵ |
| ۳ | مسیح موعودؑ کے متعلق مفکرین کی آراء | وقاص احمد | ۸ |
| ۴ | حضرت مسیح موعود کی اصلاحات | لَارڈ شاہد عزیز | ۱۱ |


## جامِ حیات اور صداقتِ الٰہی

جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُس کے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا سو تم مقابلہ کے لئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ اور پھر اس دکھ کے مقام میں تمہیں یہ کہنا پڑے کہ مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ۔ (ازالہ اوہام صفحہ 4)

## نشریات

برطانوی ٹائم

**Radio Virtual Mosque on:**

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

**YouTube:**

https://www.youtube.com/c/WorldwideAhmadiyyaAnjumansLahore

https://www.podbean.com/user-Lx6kp2cJrcwN

### پروگرام واوقات

### پیر سے جمعرات نشریات

۱۹۰۰-۱۹۳۰ تدبر القرآن اردو

۱۹۴۰-۲۰۱۰ Reflections on the Holy Quran انگریزی

جمعہ - انگریزی ۱۳:۰۰

ہفتہ - اردو ۱۳:۰۰ GroupPure Discussions WhatsApp

عیدین - انگریزی ۱۱:۰۰


عالمگیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: editor.thelight@LACommunity.uk

# حضرت مولوی محمد علی صاحبؒ کا مقام

## احادیث نبویہ وامام عصرحاضر کے الہامات اور ارشادات کی روشنی میں

## قسط نمبر ۳

## از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

## حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ کہ مولوی صاحب نیک اندرون ہیں

نوٹ: حضرت مولٰینا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی خدمات تبحر علمی اور بلند پایہ شخصیت پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک مخصوص طبقہ نے بیشمار غلط بیانیاں کرکے بہت سی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں اور اس باطل پروپیگنڈا سے اپنی جماعت کی نظروں سے حضرت محمد علیؒ کے کام اور مقام کو اوجھل کیا ہوا ہے ان غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے ازالہ کے لئے محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے یہ نہایت مبسوط اور مدلّل مقالہ تحریر فرمایا ہے جس میں حضرت مولٰینا کے مقام کی آنحضرت صلعم کی احادیث اور حضرت امام عصر حاضر کے الہامات سے واضح فرمایا ہے ہم اِن دوستوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل کے ساتھ اس مقالہ کو مطالعہ فرمائیں اور اپنی جماعت کے دوستوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس مقالہ کو قادیانی دوستوں تک پہنچادیں۔۔۔(مدیر)

احادیث نبویہ سے حضرت مولوی محمد علی صاحب کے مقام کے متعلق پیشگوئیوں پر روشنی ڈالنے کے بعد اب مَیں بتوفیق اللہ یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ

## حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ

## اور

## عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان

۲. آنحضرت ﷺ خاتم النبیّین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔"اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔"

۳. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہوگا۔

۴. بُمطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوانبیاء

۵. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلِ سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہلِ تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶. ہر ایک شخص جو لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: اور "اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود کی نظر میں حضرت مولوی صاحب کا کیا مقام تھا۔ یہ مَیں بتلا چکا ہوں کہ حضرت مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ سے دلی تعلق تو ۱۸۹۱ء میں ہی ہو چُکا تھا۔ لیکن باقاعدہ بیعت آپ نے ۱۸۹۷ء میں کی اور پھر جب ۱۸۹۰ء میں وکالت کا کام شروع کرنے سے قبل بعض کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت قادیان میں چند دنوں کے لئے ٹھیرے تو اس وقت حضرت اقدس جس گہری نظر سے آپ کے حالات کا مطالعہ کرتے رہے اور اس مطالعہ سے جس نتیجہ پر پہنچے اس کا ذکر حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

ہماری جماعت میں اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ہیں جنہوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا حرج اُٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لئے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں۔

اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائیں گے تو کسی قریب ضلع میں ہی کام شروع کریں گے۔ اور مَیں اس مدت میں یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں۔ ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دِین اور شرافت کی رُو سے تجسّس کر تا رہا ہوں۔ سو خُدا تعالیٰ کا شُکر ہے کہ مَیں نے اُن کو دین داری اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع با حیاء نیک اندرون پرہیز گار آدمی ہے۔ اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے (تبلغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۴۷)

اب جو لوگ دن رات یہ پراپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ کہ حضرت مولوی صاحب کا اندرون شروع سے ہی اچھا نہ تھا وہ خُدا کے مسیح کے الفاظ پر غور کریں اور اگر اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے تو اس قسم کے غلط پراپیگنڈا سے کم از کم آئندہ کے لئے ہی اجتناب کریں۔ حضرت اقدسؑ نے اخلاق کے لحاظ سے بھی دین اور شرافت کے لحاظ سے بھی آپ کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو دینداری کے ہر پہلو میں بھی اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا اور حضور کا فیصلہ یہ ہے کی حضرت مولوی صاحب نیک اندرون اور پرہیز گار ہیں اب اس کے خلاف جو زبان کھولتا ہے وہ خُدا کے مسیح کے فیصلہ کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے پس وہ اپنے انجام کی آپ فکر کرلے۔

## حضرت مولوی صاحب کا نمونہ پیروی کے لائق۔

اس کے بعد حضور نے ایک اور تحریر حضرت مولوی صاحب کے متعلق شائع کی جو درج ذیل ہے:-

"اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خُدا تعالیٰ کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ یعنی جبی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے پلیڈر، مَیں ان کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں اور وہ ایک مدت سے اپنے دنیاوی کاروبار کا حرج کر کے خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہیں۔ اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق و معارف قرآن شریف سُن رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی۔ کہ جوان موصوف خُدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرے گا۔ اور یقین ہے کہ وہ خُدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا۔ جو ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لائق ہونگے اے خُدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین" (تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۶۸)

حضرت اقدسؑ تو فرمائیں کہ میری فراست خطا نہیں جائے گی لیکن افسوس کہ یہ احباب دن رات اسی کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح یہ ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی فراست بالکل غلط تھی۔ سعادتمندی اور اطاعت گذاری ہو تو ایسی ہی ہو افسوس اِن صاحبان نے حدیث۔ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ۔ (الحديث الذي سألتم عنه رواه الترمذي في (جامعه)، الترمذي (۳۱۲۷) پر بھی غور نہ کیا۔ مَیں تمام اُن بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو اندھا دُھند تقلید میں حضرت مولوی صاحب کے خلاف زہر اُگلتے رہتے ہیں کہ وہ خُدارا ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ پر غور کریں اور دوسری طرف واقعات کی شہادت کو گہری اور منصفانہ نظر سے دیکھیں اگر وہ ایسا کریں گے تو اُن پر کُھل جائے گا کی جو کچھ حضرت مسیح موعود کی مومنانہ فراست نے فیصلہ دیا تھا واقعات کی رُو سے وہی درست ثابت ہُوا کیا اس تحریر کے بعد جو ۴۶ برس کا لمبا عرصہ گذرا ہے اُس نے روزِ روشن کی طرح ثابت نہیں کر دیا کہ حضرت مولوی صاحب نے تقویٰ اور محبت دین میں جو نمونہ قائم کیا ہے وہ فی الحقیقت جیسا کے حضورؑ نے فرمایا تھا سب خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والوں کے لئے قابل تقلید ہے آپ کی متقیانہ زندگی کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ باوجود دشمنوں اور حاسدوں کی کثرت کے کوئی شخص بھی آج تک آپ کی طرف کوئی ایسا فعل منسوب نہیں کر سکا جو خلافِ شریعت ہو محبت دین کا جوش

اور ولولہ آپ کے دل میں بھرا ہوا ہے اس پر آپ کی تصنیفات آپ کے خطبات وغیرہ شاہد ہیں۔

## حضرت مولوی صاحب کے وجود میں حضرت مسیح موعودؑ کی مُرادوں کا پُورا ہونا

حضرت مسیح موعودؑ کے سپرد جو کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا تھا اس کا ایک بڑا حصہ یہ بھی تھا کہ یورپ میں اسلام کو پھیلایا جائے اور جسقدر بد گمانیاں اسلام کے متعلق یورپ کے لوگوں کے دلوں میں پیدا کی گئی ہیں اُن کو دُور کر کے اسلام کی دلکش تعلیم کا اُنہیں عاشق بنایا جائے۔ لیکن اس کام کو سرانجام دینے کے لئے اُنہیں کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا حضرت مولوی محمد علی صاحب اگرچہ وکالت کی پریکٹس کے لیے سب سامان مہیا کر چکے تھے اور اُدھر اکسٹرا اسسٹنٹی کے امتحان مقابلہ کے لئے بھی آپ کا نام منظور ہو چکا ہوا تھا اور حضرت اقدسؑ کے پاس صرف چند دن کی ملاقات کے لیئے آئے ہوئے تھے اس چند دن کی ملاقات میں ہی حضرت اقدس کی مومنانہ نور فراست سے بھری ہوئی نظر نے جب حضرت مولوی صاحب کے دل کی گہرائیوں میں دین کی محبت اور اس کی اشاعت کی تڑپ کا کامل جذبہ دیکھ لیا اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی اندرونی پاکیزگی اور شرافت ظاہری و باطنی و خلوص تام پر بھی مطلع ہو گئے تو حضورؑ نے باوجود یہ دیکھنے کے کہ آپ کا دنیاوی مستقبل بڑا درخشاں ہے آپ کو قادیان میں رہنے اور انگریزی رسالہ کی ایڈیٹری کے کام کو سرانجام دینے کا ارشاد فرمایا جس کا جاری کرنا یورپ میں اشاعت اسلام کی غرض سے تجویز ہوا تھا اُدھر حضرت مولوی صاحب کی سعادت مندی اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کے عہد کی وفاداری کے جذبہ کو ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح آپ نے اپنی تمام مادی منفعتوں اور دنیاوی ترقیات پر لات مارتے ہوئے امام الزمان کے ارشاد پر پورے شرح وبسط کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اس عہدِ وقف کو جس خوبی کے ساتھ آپ نے آج تک نبھایا ہے اسکی مثال اس زمانہ میں ڈھونڈنے سے بھی ملنی مشکل ہے اس بارے میں حضرت اقدس کے اپنے الفاظ یہ ہیں

”یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجبِ غم اور پریشانی کا تھا۔ کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ ان تسلی بخش براہین اور موثر تقریروں سے ملک کے تعلیمیافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ یہ دردِ دل اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خُدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائیدار گھر سے گذر جائیں۔ ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے اور ہمارے لئے وہ آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو اس لئے اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے جو ہماری زندگی کا اصل مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورے سے اس طرف مجھے توجہ دلائی ہے۔ کہ ایک رسالہ میگزین بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کے لیے نکالا جائے۔۔۔ اس رسالہ کی اشاعت کے لیے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم و نسق کس کے ہاتھ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایہ کی کیا تجویز ہو۔ سو امر اول کے متعلق ہم نے یہ پسند کیا ہے کہ اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ پلیڈر اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ پلیڈر مقرر ہوں۔ اور ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کر لیا ہے“۔ (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۰۶)

## حضرت اقدسؑ کی دو اہم خواہشوں کا حضرت مولوی صاحب کے ذریعہ پورا ہونا

یورپ میں اسلام کی جڑھوں کو مضبوط کرنے کے لئے علاوہ انگریزی رسالہ کے اجراء کے حضرت اقدسؑ کی یہ دو خواہشیں بھی تھیں کہ قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کر کے ان تک پہنچایا جائے اور دوسرے یہ کہ اسلامی مسائل پر بھی ایک کتاب لکھ کر اُن میں پھیلائی جائے اِن دونوں خواہشوں کا اظہار حضور علیہ السلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا

”سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں اُن ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو مَیں یہ چاہتا ہوں۔ کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر اُن کے پاس بھیجی جائے مَیں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہر گز ایسا نہیں ہو گا۔ جیسے مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ میں ہی داخل ہے“۔ ازالہ اوہام صفحہ ۷۷۳)

مَیں چاہتا ہوں کہ ایک کتاب تعلیم کی لکھوں اور مولوی محمد علی صاحب اُس کا ترجمہ کریں۔ اس کتاب کے تین حصے ہوں گے ایک یہ کہ اللہ

تعالیٰ کے حضور میں ہمارے کیا فرائض ہیں۔اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔ زمانہ نبوت تو نورٌ علیٰ نور تھا۔اور ایک آفتاب تھا۔لیکن اس کے بعد اولیاؤں کے جو خوارق و کرامات بتلائے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ انکشاف نہیں رکھتے۔اور ان کی تاریخ کا صحیح پتہ نہیں لگ سکتا۔چنانچہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے کرامات ان کی وفات کے دو سو سال بعد لکھے گئے۔اور علاوہ اس کے ان لوگوں کو یہ موقع دشمن کے مقابلہ کا نہیں ملا۔اور نہ کہ ان کو ایسا فتنہ درپیش آیا جیسا کہ ہم کو۔(منظور الٰہی ۸۸)

اب اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضورؑ کی یہ دونوں خواہشیں حضرت مولوی صاحب کے ذریعے ہی پوری ہوئیں اور ان کے پورا ہونے نے دُنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی ہی شاخ اور حضورؑ کے وجود میں ہی داخل ہیں۔

اب کوئی لاکھ سر پیٹے حسد کی آگ میں جل مرے اس کی نقل کی کتنی بھی کوشش کرے حضرت مولوی صاحب کے سر سے سعادت کے اس تاج کو وہ قطعاً نہیں اُتار سکتا جو اللہ جلّ شانہ، نے اپنے فضل سے اُنہیں پہنا دیا ہے۔

## حضرت مولوی صاحب پر تعلیم اور عقائد میں کامل اعتماد

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی تعلیم اور اپنے عقائد کو صحیح طور پر سمجھنے کے متعلق جو اعتماد حضرت مولوی صاحب پر تھا اس کا اندازہ حضورؑ کی مندرجہ ذیل تحریر سے ہو سکتا ہے۔

”عصر کی نماز باجماعت ادا کر چکنے کے بعد آپ نے الحکم اور البدر کے ایڈیٹروں کو بلا کر تاکید فرمائی۔کہ وہ آپ کی تقاریر اور مضامین قلمبند کرنے میں ہمیشہ محتاط رہیں۔ایسا نہ ہو۔کہ کوئی بات غلط پیرایہ میں شائع ہو جائے۔یا کوئی الہام ہی غلط چھپ جائے۔جس پر معترضین کو گرفت کا موقعہ مل جائے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔کہ آپ لوگ ایسے مضامین اخبارات میں چھاپنے سے پہلے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔کو دِکھا لیا کریں۔اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور دوسرے لوگ بھی غلطیوں سے بچے رہیں گے“۔(ڈائری ۲ نومبر ۱۹۰۶ بروز یکشنبہ ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۴۴۵)

کاش یہ احباب حضرت اقدسؑ کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں حضورؑ کی تعلیم اور حضورؑ کے عقائد کے متعلق اپنے خیالات کو جماعت میں پھیلانے سے قبل۔۔۔۔حضرت مولوی صاحب سے ان کی صحت کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتے تا وہ خود بھی غلیطوں سے محفوظ رہتے اور جماعت بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق غلو میں ہر گز مبتلا نہ ہوتی۔حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ بالا ارشاد میں کیا جماعت کے لئے صریح ہدایت موجود نہیں کہ جماعت میں حضورؑ کے عقائد وغیرہ کے متعلق اگر اختلاف پیدا ہو تو جماعت حضرت مولوی محمد علی صاحب کو اس میں حکم تسلیم کرے اور جو طریق وہ اختیار کریں وہ جماعت اختیار کرے۔(فہرست۔مضامین)

# خدا تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ

# نماز، صبر اور استقامت

### خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

### بمقام جامع دارالسلام، لاہور

”پس مجھے یاد کرتے رہو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو میری ناشکری نہ کرو، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم محسوس نہیں کرتے اور ضرور ہم کسی قدر ڈر، بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کریں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہی ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی وہ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور یہی وہ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں“۔

یہ سورۃ البقرہ کی آیات ۱۵۲۔۱۵۷ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے مذکورہ آیات کی تلاوت اور ان کا ترجمہ سنایا ہے۔

آیات مذکورہ اسی مضمون کی طرف آپ کی توجہ دلاتی ہیں کہ کیسے انسانوں پر خدا تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آتی ہیں، کیسے اللہ تعالیٰ ان کی آزمائشوں کو دور کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور صبر کرنے والوں کو کیا

کیا خوشخبریاں دیتا ہے۔

ایک طرف سورۃ المومن کی ۶۰ نمبر آیت ہے "تم مجھے پکارو میں تمہیں دوں گا" اور دوسری طرف آزمائشوں کا ذکر۔ دونوں آیات اہم ہیں۔ یہ اہم نکتہ ہے کہ ایک طرف اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں تمہیں جو مانگو گے دوں گا اور دوسری طرف "کہ میں ضرور کسی قدر ڈر اور بھوک، مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہارا امتحان کروں گا" جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں تمہاری دعائیں سنتا ہوں اور قبولیت کا وعدہ دیتا ہوں لیکن وہاں پر انسانوں کو بھی آگاہ کیا ہے کہ میں تمہیں خوف، بھوک، مالوں، جانوروں اور پھلوں کے نقصان سے آزماؤں گا تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ وہ رشتہ انسان کے ساتھ ظاہر کرتا ہے جو دوستی کا رشتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بندے اس کے دوست بن کر زندگی گذاریں اور بندوں میں سے ہی اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ چنتا رہتا ہے اور آزمائشیں ہی ایک ایسا طریقہ ہیں جس سے ان لوگوں کی پہنچان ہوتی ہے۔ اگر آزمائشیں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کس کو کہے کہ اس نے صبر دکھایا اور میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں اور صابر لوگوں کو اپنا دوست بناتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پہچانے کہ مشکلات میں کون اس کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس دوستی کے رشتے کو اسی طرح رکھا ہوا ہے جیسے انسانوں میں دوستیاں ہوتی ہیں ۔ کبھی دوستی میں مہنگی اور نایاب چیز بلکہ زندگی تک اپنے دوست کے لئے نچھاور کر دیتا ہے اور کبھی وہی دوست اگر دوسرے دوست کے گھر سے سوئی بھی مانگے تو وہ انکار کر دیتا ہے۔ اسی طرح دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور دلوں میں رنجشیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ بھی اپنی نعمتوں کو کچھ وقت کے لئے روک کر انسان کو آزماتا ہے اور وقتاً فوقتاً پرکھتا رہتا ہے کہ کونسا انسان اس کی دوستی پر پورا اترتا ہے۔ خدا تعالیٰ یہ خوشخبری دیتا ہے "یہ وہی ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور رحمت ہے اور یہی وہ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں" حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ مھتدون سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی منشاء کو پالیا۔ اس کے مطابق عمل درآمد کرنے لگے۔ اور جب انسان اپنے صبر سے خدا کی رضا کو پائے گا تو اس آزمائش سے وہ خدا کے اتنا قریب ہو جائے گا کہ اولیاء اللہ کا درجہ پائے گا۔ اور اس پر خدا کی رحمتیں برسیں گی اور وہ خدا کا قرب حاصل کرے گا جو زندگی کا مقصد ہے۔

براہین احمدیہ میں حضرت صاحب نے ان آیات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کا جو مفہوم ہے کہ "وہ لوگ جو اولیاء اللہ کا درجہ پاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ آزماتا ہے اور پھر ان کے صبر کو دیکھتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ مشکل میں کیسے صبر دکھائیں گے۔ اور وہ کیسے دعا اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے۔ اس کے لئے ایسے حالات پیدا ہونے ضروری ہیں جن میں آپ رقتِ قلب سے دعا مانگیں جیسے کہ عثمان الہٰی ملک کے لئے ہر بچے، بوڑھے نے مسجدوں میں جاکر دعائیں مانگی ہیں۔ اوران دعاؤں کے نتیجے میں خدا نے ظالم لوگوں کے دل میں رحم ڈالا ہے اور وہ بازیاب ہو گیا۔ وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ یہ احمدی ہے صرف اس کی نیک فطرت اور قرآن اور نماز میں خشوع وخسوع کی وجہ سے اس سے دعا کرواتے تھے۔

حضرت صاحب کے مطابق اس آیت میں بندے کے لئے بشارت ہے کہ میں تمہیں آزماؤں گا اور بندہ صبر سے نماز میں دعا مانگے تو اسے خدا کی رضا حاصل ہو گی۔ ورنہ انسان مشکل میں خدا سے شکوہ بھی کرتا اور خدا کے وجود پر بھی بے یقینی کا اظہار کر دیتا ہے یہ اس کے صبر کی آزمائش ہے۔ مشکلات میں دعاؤں کا سہارا لینے والے نمازوں میں بھی مانگتے ہیں اور استقامت اور صبر دکھاتے ہیں۔ جس طرح بھکاری آپ سے کچھ لئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتا اور آخر کار اسے بھیک مل جاتی ہے۔ اسی طرح بار بار مانگنے پر خدا رجوع کر لیتا ہے۔

اولیاء اللہ پر تکالیف آئیں انہوں نے برداشت کیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تکالیف ڈھائی گئیں کہ ایک مقام پر خدا کی طرف سے فرشتے بھی آگئے کہ اگر تم چاہو تو میں ان کو تباہ کر سکتا ہوں لیکن وہ رحمتہ العالمینؐ تھے انہوں نے ایسا نہ چاہا۔ آپ کو صبر کے نمونے نبیوں میں ملتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت ایوبؑ کے قصے قرآن میں کہانیوں کے لئے نہیں ہیں وہ ہمارے لئے نمونہ ہیں اور اس زمانے میں جب انسان کو آزمایا جاتا ہے تو وہ بھی پچھلوں کا نمونہ دیکھتے ہوئے صبر کرتا ہے۔ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ نبی، صدیق، شہدا اور صالحین سب آزمائے گئے انہوں نے صبر اور استقامت دکھائی اور وہ کامیاب رہے انہوں نے ہمارے لئے نمونہ چھوڑا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں موقع دیتا ہے کہ ہم بھی دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔

حضرت صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ آزمائے نہ جاؤ تو آپ یہ سوچو کہ مجھ میں کیا خامی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آزما نہیں رہا۔ اس لئے آزمائش کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی کہ جس میں انسان واویلا کرے اور شور مچائے۔

حضرت رابعہ بصریؒ کے صبر کے قصے بھی مشہور ہیں ان کے پاس ایک ان کا مرید آیا اور اس نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی اور ہائے ہائے کر رہا تھا

انہوں نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ کہا کہ میرے سر میں بہت شدید درد ہو رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلی بار سر درد ہو رہا ہے کہا جی پہلی بار ہو رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بہت شدید درد ہو رہا ہے اس نے کہا جی میں مرا جا رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے پٹی بھی باندھ لی اور تم درد سے ہائے ہائے کر کے ساری محفل کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہو کہ میرے سر میں درد ہے۔ تمہاری عمر کتنی ہے؟ کہا جی ۳۲سال۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے ان ۳۲سالوں میں کبھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہوئی۔ اگر اللہ چاہے وہ ۱۰منٹ کے سر درد کے دوران آپ سے صبر چھین لیتا ہے تو آپ ہائے ہائے کرنے لگ جاتے ہیں اور کچھ لوگ ہوتے ہیں وہ ساری عمر سر درد میں گذار دیتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ تو رکھا ہوا ہے۔

اب دوبارہ ان آیات کی طرف آتا ہوں کہ ”تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو“ جس طریقے سے ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اس طرح سے اللہ تعالیٰ ذکر نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا مطلب مشکلات میں بندے کو یاد رکھنا ہے۔

حضرت صاحب نے ولا تکفرون کے معنی ”اللہ کا کفر نہ کرو“ کیے ہیں یعنی خدا کا ذکر اور شکر دونوں لازم ہیں۔

خطبہ کے آخر میں حضرت صاحب کی اس آیت ’’فاذکرونی اذ کر کم واشکرولی ولاتکفرون‘‘ کے متعلق تفسیر بیان کرتا ہوں۔

”تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا یعنی آرام اور خوشحالی کے وقت تم مجھے یاد رکھو اور میرا قرب حاصل کرو تا کہ مصیبت میں میں تمہیں یاد رکھوں “۔

اللہ تعالیٰ کو آسائش میں یاد رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اگر آپ کھاتے پیتے، صحت مند، اچھی نوکری پر ہیں اس وقت بھی اللہ کا شکر ادا کریں۔ الحمد اللہ سے کیوں ہم اپنی نمازیں شروع کرتے ہیں؟ قرآن کیوں الحمد اللہ سے شروع کیا ہے؟ اس میں یہ بہت بڑا سبق ہے۔ کبھی بیٹھ کر سوچیں کہ ہمیں اللہ نے کیا کیا دیا ہے۔ یہ ذکر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو ہیں ان کو یاد کرو۔ جب آپ امتحان سے گذرتے ہیں تب آپ اللہ کو یاد کرتے ہیں ویسے آپ اللہ کو یاد کیا کریں۔

حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔

”اے میرے بندو تم مجھے یاد کیا کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تمہیں نہ بھولوں گا تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو میرے انعامات کی قدر کیا کرو اور کفر نہ کیا کرو“ اور آگے اسی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ”ذکر الٰہی سے ترک اور اس سے غفلت کا نام کفر ہے پس جو دم غافل وہ دم کافر والی بات صاف ہے“۔

ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبدیت اور اس کے حکم پر چلنا ہے جو وہ کہے وہ کرنا ہے۔ جس سے وہ روکے اس سے ہر جسم کے اعضاء کو روکے رکھنا ہے۔ اور اگر ہم وہ سب پا جائیں تو ہم اس کے ”عبد“ اور ”اولیاء اللہ“ بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے انعامات کرتا ہے۔

خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے دوست، اس کے ساتھی کہلانے کے قابل ہوں اور اس کے شکر گذار بندے بنیں۔ آمین۔۔

(فہرست-مضامین)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق غیر احمدی مفکرین کی آراء

## از: وقاص احمد

”میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر رہا ہوں، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے“(سورۃ یونس آیت نمبر ۱۶)

کسی ممور کے دعویٰ کو پرکھنے کے لئے یہ قرآن کریم کی دی ہوئی کسوٹی ہے۔ امت مسلمہ میں جب بھی کوئی شخص مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہمیشہ ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے جو اس کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے جبکہ ایک بڑا گروہ اس کی مخالفت اور کردار کشی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ ایسے میں ایک عام شخص کے لئے یہ جاننا کہ کونسا گروہ حق بجانب ہے، بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ عین یہی معاملہ مامور وقت حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ پیش آیا ہے۔ مخالف مولویوں نے آپ کی اتنی کردار کشی کی ہے کہ آج عام عوام میں آپ کے لئے سخت نفرت پائی جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ تاریخی سچائیاں اس کے برعکس گواہی دیتی ہیں۔

اس مضمون میں ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہمعصر غیر جانبدار

مسلمان صاحب حال بزرگوں ، علماء، سیاسی و سماجی شخصیات ، مفکرین اور دانشوروں کے تاثرات کو جمع کیا ہے۔ جنہوں نے آپ کو دیکھا اور اس کا اظہار وقتاً فوقتاً کیا۔

## خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے

(نوٹ: مندرجہ ذیل اقتباس حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے ایک خط سے لیا گیا ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو خود تحریر کیا۔)

سوائے ہر ایک جبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا، اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے، میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر، اور میں آپ کے لئے انجام خیر وخوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔

والسلامہ علی من سلک سبیل الصواب (از مقام چاچڑاں (مُہر)

## ملفوظات خواجہ غلام فرید صاحب

”اس میں کونسی تعجب کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مہدی ہوں یہ ضروری نہیں کہ مہدی کی ساری نشانیاں اسی کے مطابق ظاہر ہوں جو لوگوں نے اپنے خیال اور سمجھ کے مطابق اپنے دلوں میں قائم کر رکھی ہے۔ آنحضرت صلعم کے واقعات پر نگاہ ڈالو کہ آپ کے اوصاف اور علامتیں کتب سماویہ میں لکھی ہوئی تھی اور جب آنحضرت صلعم ظاہر اور مبعوث ہوئے تو لوگوں نے بعض نشانیوں کو اپنے خیال اور سمجھ اور فہم کے مطابق نہ پایا پس وہ لوگ جن پر آنحضرت صلعم کا حال کھل گیا وہ ایمان لے آئے اور جن پر حال نہ کھلا انہوں نے انکار کیا یہی حال مہدی کا ہے پس اگر مرزا صاحب مہدی ہوں تو کونسا امر مانع ہے۔“ (صفحہ نمبر ۵۲)

## حضرت فقیر میاں محمود صاحب

آپ بلوچستان کے ایک صاحب کرامت بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کی روحانیت کا یہ عالم تھا کہ سائل کو بغیر پوچھے جواب دیتے تھے۔ آپ کا یہ تحریری بیان ہے:

”عرصہ چار سال کا ہوا ہو گا جب لوگوں کی زبان پر یہ قصہ مشہور ہوا کہ شہر پنجاب میں مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ پیدا ہوا ہے۔ اس فقیر کے دل میں یہ خیال اٹھا، الحمد اللہ! اللہ تعالیٰ نے عجب انسان پیدا کیا ہے ایک دن جو اسی خیال میں سو گیا، ناگاہ میرے مرشد میاں نور احمد صاحب خواب میں آئے اور فرمایا بلاشک وشبہ یہ آدمی بے حد بابرکت ہے اور اس سے دین میں زیادتی ہو گی پس اس بات کا اقرار کرنا انکار نہ کرنا اس کے بعد میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ غلام احمد مرزا صاحب کو بھی دیکھا۔“

## علامہ نیاز فتیحپوری

”اس وقت تک بانی احمدیت کا مطالعہ جو کچھ میں نے کیا ہے، اور میں کیا، جو کوئی خلوص و صداقت کے ساتھ ان کے حالات و کردار کا مطالعہ کرے گا اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ صحیح معنی میں عاشق رسول تھے اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے اندر رکھتے تھے“ (نگار، لکھنو، جولائی ۱۹۶۰ء)

”میں بلا تکلیف کہہ دوں کہ وہ (بانی احمدیت) بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست وبصیرت انسان تھا“ (رسالہ ”نگار“ ماہ نومبر ۱۹۵۵ء)

## علامہ سر محمد اقبال

”ایک مرتبہ مجھے ایک بڑے شخص یعنی ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کرنے والے بہت لوگ نظر آتے ہیں لیکن قرآن کے ساتھ عشق کرنے والے صرف مرزا غلام احمد صاحب ہیں“۔ (بیان حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ)

مولانا سید نذیر نیازی صاحب سے میری گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے علامہ اقبال سے بھی میرے حوالہ کا ذکر کیا تھا۔ جس پر علامہ موصوف نے فرمایا کہ بیشک انہوں نے مرزا صاحب سے اسی طرح سنا کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ اور وہ ہزاروں کے مجمع میں یہ شہادت دینے کو تیار ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ نے فرمایا کہ انہوں نے جو بیان اخبارات میں شائع فرمایا وہ موجودہ قادیانی کشمکش کے سلسلہ میں تھا۔ جو قادیانی

جماعت اور عامتہ المسلمین میں جاری ہے۔ جماعت لاہور کی طرف اس کا روئے سخن ہی نہیں تھا اور نہ ہی مرزا صاحب کے اعتقادات پر تبصرہ منظور تھا۔ اس سے قبل ہمارے معزز دوست راجہ حسن اختر صاحب نے بھی مجھ سے یہی فرمایا تھا کہ علامہ اقبال سے انہوں نے گفتگو فرمائی اور علامہ فرمانے لگے کہ ان کے بیان کا جماعت لاہور سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی مرزا صاحب کی شخصیت سے اور ان کے سامنے وہ احمدیت تھی جس کا نقشہ آج کل قادیانیت کی شکل میں دنیا میں پیش ہو رہا ہے"۔ پیغام صلح ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء)

## مرزا حیرت دہلوی (ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ)

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے ردّ میں لکھی گئی ہیں اور جسے دنداں شکن جواب مخالفین اسلام دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بد تہذیبی سے اسے یا پیشوایان اسلام یا اصول، اسلام کو گالیاں دیں، کوئی معقول جواب نہ اب تک دیا نہ دے سکتے ہیں اگرچہ مرحوم پنجابی تھے۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ ایک پُر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو جچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ مولوی نور الدین مرحوم خلیفہ اوّل سے جو لوگ واقف ہیں وہ تو اپنی غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کتابوں میں مولوی نور الدین نے بہت مدد دی ہے مگر ہم اپنی ذاتی واقفیت سے کہتے ہیں کہ حکیم نورالدین مرحوم مرزا کے مقابلہ میں چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ مرحوم کے اردو علم و ادب میں بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کوئی باقاعدہ تعلیم عربی، علم ادب اور صرف نحو کی کہیں حاصل نہیں کی، تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی کہ بے تکلف عربی لکھتا تھا۔۔۔۔ اس کے مریدوں میں عامی اور جاہل لوگ ہی نہیں ہیں بلکہ قابل اور لائق گریجویٹ یعنی بی اے، ایم اے اور بڑے بڑے فاضل مولوی بھی ہیں۔ موجودہ زمانے کے ایک مذہبی پیشوا کے لئے یہ کچھ کم فخر کا باعث نہیں کہ قدیم و جدید (دونوں قسم کے) تعلیم یافتہ اس کے مرید بن جائیں۔ اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا راستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔۔۔ اس کے ہر دعوے پر اس کے مریدوں کی طرف سے آمنا و صدقنا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور ان آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مرحوم کو اس کی زندگی میں کتنی کامیابی نصیب ہوگئی تھی۔ (اخبار کرن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

## مولوی بشیر الدین صاحب (مدیر "صادق الاخبار" ریواڑی)

چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقاریر اور شاندار تصنیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کماحقہ ادا کر کے خدمتِ اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے الوالغرم حامئ اسلام اور معین المسلمین، فاضل اجل، عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے"(اخبار صادق الاخبار۔ مئی ۱۹۰۸ء)

## شمس العلماء مولانا ممتاز علی صاحب

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی، وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت، مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں منصباً تو مسیح موعود نہیں مانتے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی ہدایت و راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی کا کام کرتی تھی"۔ (اخبار تہذیب النسوان)

## شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب

"افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ میں ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان کی زندگی معمولی انسانوں کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں

“۔ (الحکم ۷ اپریل ۱۹۳۴ء)

”جن دنوں حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں قیام پذیر تھے مولانا صاحب موصوف کو بھی حضرت مرزا صاحب سے اکثر ملاقات کا موقع ملتا تھا۔ مولوی صاحب نے اسی زمانہ میں آپ کو بڑے قریب سے مطالعہ کیا اور دیکھا وہ سرسید کی تحریک کے دلدادہ تھے مگر ان کے دل پر ان مرزا صاحب کی بزرگی، تقدس اور تقویٰ کا غیر معمولی اثر تھا اور وہ آپ کی بے حد عزت کرتے تھے“(ذکر اقبال صفحہ ۲۷۸)

## مولانا عبد اللہ العمادی صاحب

”اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی مگر ان کی زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص فطرت لے کر پیدا ہوئے تھے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی انہوں نے اپنے مطالعہ اور فطرت سلیمہ کی مدد سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا اور ۱۸۷۷ء کے قریب جبکہ ان کی عمر ۳۵،۳۶ سال کی تھی ہم ان کو غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں، وہ ایک سچے، پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے، اس کا دل دینوی کششوں سے غیر متاثر ہے وہ خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت کا لطف اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ہم اسے بے چین پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے جس کا پتہ فانی دنیا میں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے اور کبھی حمایت اور حقیقت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے۔ ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور جو مباحثات انہوں نے کئے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا ہے۔ ان کی کتاب ”براہین احمدیہ“ نے غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذاہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے۔ گو بعض بزرگان اسلام اب براہین احمدیہ کے براہونے کا فیصلہ دے دیں۔ محض اس وجہ سے کہ اس میں مرزا صاحب نے بہت سی پیشگوئیاں تھیں اور بطور حفظ ماتقدم اپنے دعاؤں کے مطابق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بہتر فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جب کہ وہ کتاب شائع ہوئی مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے چکے تھے۔

کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق وعادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین و مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا“۔ (اخبار وکیل، امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

## مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

”مرزا صاحب کی حوصلہ مند طبیعت اور دور بین نگاہ نے اس میدان کو اپنی سرگرمیوں کے لئے انتخاب کیا انہوں نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑا اٹھایا ہے جس میں اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بدلائل عقلی ثابت کیا جائے گا اور بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید ہو گی انہوں نے اس کتاب کا نام براہین احمدیہ تجویز کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کا پر جوش استقبال کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت صحیح وقت پر شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب اور ان کے دوستوں نے اس کی تشہیر و تبلیغ بھی بہت جوش و خروش سے کی تھی اس کتاب کی کامیابی اور اس کی تاثیر کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس میں دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا گیا تھا اور کتاب جواب دہی کے بجائے حملہ آورانہ انداز میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کے خاص معترفین اور پر جوش تائید کرنے والوں میں مولانا محمد حسین بٹالوی کو خاص اہمیت حاصل ہے انہوں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں اس پر ایک طویل تبصرہ یا تقریظ لکھی جو رسالہ کے چھ نمبروں میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کو بڑے شاندار الفاظ میں سراہا گیا ہے اور اس کو عصر حاضر کا ایک علمی کارنامہ اور تصنیفی شاہکار تسلیم کیا گیا ہے“ (قادیانیت فحہ ۴۵ طبع اول)

## اخبار زمیندار

”ہندو اور عیسائی مذہبوں کا مقابلہ مرزا صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف ”سرمہ چشمہ آریہ اور چشمہ مسیحی وغیرہ آریہ سماجیوں اور مسیحیوں کے خلاف نہایت اچھی کتابیں لکھی ہیں“۔ (زمیندار ۱۲ ستمبر ۱۹۲۳ء)

## رسالہ منادی دہلی

"مرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

(منادی دہلی ۴ تا ۲۸ مارچ فروری ۱۹۳۰ء)

## مدیر "البشیر" اٹاوہ

"اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت اقدس اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے۔ اس ترقی علوم وفنون کے زمانہ میں درحقیقت یہ امر کچھ حیرت انگیز نہیں ہے کہ ان کے کئی لاکھ راسخ العقیدہ مرید ایسے تھے جو ان کے ہر ایک حکم کو ہر ایک پیشگوئی کو وحی خیال کر کے اور بلا چوں وچرا اس کو تسلیم کرتے تھے، ان مریدوں میں عوام الناس اور جہلا پڑھے لکھے غریب وامیر، عالم وفاضل اور نئے تعلیم یافتہ غرض کہ ہر درجہ ہر حیثیت کے مسلمان موجود ہیں جو درجہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا، اور جو اثر کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر تھا۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ یہ اثر کسی مولوی اور نہ عالم وفاضل کو اپنے مریدوں، معتقدوں پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدوں پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور نہ کسی ریفارمر کا اپنے مقلدین پر چونکہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر کے پیشوا اور امام برحق تھے لہذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم ان کی عزت کریں اور ان کے انتقال پر افسوس ظاہر کریں" (البشیر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

## چوہدری افضل حق صاحب صدر جمعیۃ احرار

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی، سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلد ہی خواب گراں طاری ہو گئی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا، ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر واشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا۔ تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے"۔ (فتنہ ارتداد اور پولیٹکل قلابازیاں صفحہ ۴۶) (فہرست ۔ مضامین)

# حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی مجددانہ خدمات

## شاہد عزیز

بیسویں صدی کے آغاز میں برصغیر پاک وہند کی مذہبی اور فکری تاریخ میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب اسلام بیرونی فکری حملوں، عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں، ہندو شدھی تحریکوں اور خود مسلمانوں کے اندرونی جمود کا شکار تھا۔ ایسے نازک وقت میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵-۱۹۰۸) نے اسلام کے دفاع اور اس کی اصل روح کو بیدار کرنے کے لیے ایک عظیم الشان تحریک کا آغاز کیا۔

ہمارا یہ پختہ ایمان اور نظریہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے چودھویں صدی کے مجددِ، مامور من اللہ اور مہدی و مسیح موعود تھے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے نزدیک آپ کا مقصد نبوت کا دعویٰ کرنا ہرگز نہیں تھا (کیونکہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں)، بلکہ آپ کا مقصد اسلام پر لگے غلط اعتراضات کو دور کرنا اور دینِ حنیف کی حقیقی، پرامن اور عقلی تعلیمات کو دوبارہ زندہ کرنا تھا۔

ذیل میں اُن اہم اصلاحات اور تجدیدی کارناموں کا احاطہ کیا گیا ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے متعارف کروائیں۔

**۱. عقیدہ ختمِ نبوت کا تحفظ اور حقیقتِ وحی:** حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی سب سے بڑی اصلاحی خدمت یہ تھی کہ انہوں نے امت مسلمہ کو افراط و تفریط سے بچایا۔ آپ نے واضح کیا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اب کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ وحیِ ولایت (مکالمہ الٰہی) جاری ہے اگرچہ شریعت اور نبوت ختم ہو چکی ہے، لیکن خدا اب بھی اپنے برگزیدہ بندوں (اولیاء اور مجددین) سے کلام کرتا ہے تاکہ امت کی روحانی پیاس بجھائی جا سکے۔ آپ نے خود کو اسی "مقام تجدید" اور "محدثیت" پر فائز پایا۔

**۲. جہاد بالسیف (تلوار کے جہاد) کا درست تصور:** اس دور میں مغربی دنیا اور عیسائی مشنریوں نے اسلام کو ایک "جارحانہ اور تلوار کے زور پر پھیلنے والا مذہب" بنا کر پیش کیا تھا۔ دوسری طرف بعض مسلمان گروہ بھی جہاد کا

غلط مفہوم لے رہے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس مغالطے کو دور کرتے ہوئے ایک عظیم فکری اصلاح کی- انہوں نے ثابت کیا کہ اسلام میں تلوار اٹھانے کی اجازت صرف دفاعی مقصد (Self-defence) کے لیے دی گئی تھی۔ موجودہ دور فکری اور نظریاتی جنگ کا دور ہے۔ اس لیے آپ نے "جہاد بالقلم" اور "جہاد بالقرآن" پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب گولی یا تلوار سے نہیں بلکہ دلیل اور علم سے دیا جانا چاہیے۔

**۳. وفاتِ مسیحؑ اور قرآنی اصولوں کی بالادستی:** حضرت مرزا صاحب کی ایک بڑی علمی اصلاح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ تھا۔ اس وقت عام مسلمانوں میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانے میں جسمانی طور پر نازل ہوں گے۔ آپ نے قرآنِ کریم کی ۳۰ سے زائد آیات سے ثابت کیا کہ تمام گزشتہ انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی اپنی طبعی موت مر چکے ہیں۔

**موعود کا مطلب-** آپ نے واضح کیا کہ آخری زمانے میں کسی پرانے نبی نے نہیں آنا تھا، بلکہ امتِ محمدیہ کے اندر سے ہی ایک شخص نے "مسیح" کے رنگ اور صفات میں ظاہر ہونا تھا تاکہ عیسائیت کے فکری غلبے کو توڑا جا سکے، اور وہ شخص آپ خود تھے۔

**۴: عقلی اور سائنسی اندازِ استدلال:** انیسویں اور بیسویں صدی میں مغرب سے آنے والے سائنسی علوم اور فلسفے نے مسلم نوجوانوں کے ذہنوں میں مذہب کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر دیے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے روایتی اور جمود زدہ طرزِ گفتگو کو چھوڑ کر اسلام کو ایک بالکل نئے، عقلی اور سائنسی انداز میں پیش کیا۔ آپ نے ثابت کیا کہ سچی سائنس (قانونِ قدرت) اور قرآنِ کریم (کلامِ الٰہی) میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا۔ آپ کی مایہ ناز تصنیف "براہینِ احمدیہ" نے اسلام کی سچائی کو عقلی دلائل کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا، جس کا لوہا اس وقت کے تمام جید مسلم علماء (جیسے مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ثناءاللہ امرتسری) نے بھی مانا۔

**۵. دیگر مذاہب کے بانیوں کا احترام:** حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے قرآن کی اس تعلیم کو دوبارہ زندہ کیا کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا نے اپنے ہادی اور نبی بھیجے۔ آپ نے مسلمانوں کو سکھایا کہ ہندوستان کے مصلحین جیسے مہاتما بدھ، اور سری کرشن کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا جائے، بلکہ انہیں اپنے وقت کے پاک باز انسان اور الٰہی مصلح سمجھا جائے۔ اس اصلاح نے بین المذاہب امن، رواداری اور مکالمے (Interfaith Dialogue) کی بنیاد رکھی، جس کی آج کی دنیا کو شدید ضرورت ہے۔

**۶. اسلام کی عالمی اشاعت اور تبلیغی مشن** حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو ان کے اصل مقصد یعنی "اشاعتِ اسلام" کی طرف متوجہ کیا۔ آپ سے پہلے مسلمان دفاعی پوزیشن میں تھے، آپ نے انہیں جارحانہ (علمی انداز میں) اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانے کا ولولہ دیا۔ آپ کی وفات کے بعد، آپ کے مخلص ترین ساتھیوں (جیسے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب) نے لاہور احمدیہ انجمن کے تحت دنیا کے طول و عرض میں مشن قائم کیے۔

برطانیہ میں ووکنگ مشن اور جرمنی میں برلن مسجد کا قیام عمل میں لایا گیا، جہاں سے یورپ کے پڑھے لکھے طبقے کو اسلام کی طرف راغب کیا گیا اور قرآن پاک کے انگریزی و جرمن زبانوں میں بہترین تراجم فراہم کیے گئے۔

**۷: تکفیرِ مسلم کی مخالفت (کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا)**

لاہور احمدیہ نقطہ نظر کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی اس اصل اصلاح پر سختی سے قائم ہیں کہ کوئی بھی شخص جو کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کرتا ہے اور خود کو مسلمان کہتا ہے، اسے کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حضرت مرزا صاحب نے امت میں پھیلی تکفیر کی وباء کو ختم کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک امت کا حصہ قرار دیا۔

حاصلِ کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود اسلام کے لیے ایک ڈھال کی مانند تھا۔ انہوں نے اسلام پر لگے گرد و غبار کو صاف کیا، فرسودہ رسومات کا خاتمہ کیا، اور دنیا کو بتایا کہ اسلام ایک زندہ، متحرک اور پرامن مذہب ہے جو ہر دور کے چیلنجز کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ آپ کی اصلاحات کا نچوڑ یہ تھا کہ مسلمانوں کو دوبارہ قرآنِ کریم سے جوڑا جائے، رسول اللہ ﷺ کی محبت دلوں میں پیدا کی جائے، اور دنیا کے سامنے اسلام کا وہ خوبصورت چہرہ پیش کیا جائے جو دلوں کو مسخر کر لے۔

لاہور احمدیہ انجمن آج بھی آپ کی اسی اصل، غیر متنازعہ اور خالص تجدیدی سوچ کو دنیا بھر میں عام کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

(فہرست-مضامین)